ڈاکٹر محمد یوسف لون

تصوف کی آگاہی میں

مثنوی سلطانیہ اور غوثیہ کا ایک تنقیدی جائزہ

ملا بہاؤ الدین متو کشمیر کے ایک باعزت علمأ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ تصوف کی تعلیم میں انہوں نے اپنی کامل مہارت کا ثبوت دکھایا ہے۔ اس بارے میں ان کا خمسہ قابل فخر کارنامہ ہے جو ریشی نامہ، سلطانیہ، غوثیہ، نقشبندیہ اور چشتیہ مثنویوں پر مشتمل ہے۔ ریشی نامہ میں حضرت شیخ نورالدین ریشیؒ کے حالات درج ہیں۔ سلطانیہ حضرت شیخ حمزہ مخدومؒ کے بارے میں ہے۔ غوثیہ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی کی زندگی اور تعلیمات پر مشتمل ہے نقشبندیہ نقشبندی سلسلہ کے بزرگوں کے احوال پر ہے اور چشتیہ میں چشتیہ بزرگوں کے حالات درج ہیں۔[1]

سلطانیہ میں ملا بہاؤ الدین بہاؔ نے سلطان العارفین حضرت شیخ حمزہ مخدوم رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے پیروکاروں کے حالات و واقعات پر روشنی ڈالی ہے۔ حضرت شیخ حمزہ مخدومؒ موضع تجر میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت بابا عثمان رعنا نے اپنے

---

[1] تذکرہ شعرائے کشمیر۔ حسام الدین راشدی۔ حصہ اول۔ ص ۱۳۶۔

خاندان کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی روایت کو برقرار رکھا تھا اور ہر لحاظ سے جود اور سخاوت میں اپنے ہاتھ پھیلائے رکھے تھے۔ اپنے بیٹے کے پانچ روز تولد ہونے کے بعد انہوں نے اپنے گاؤں کی مسجد میں ایک رات خواب میں پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اصحاب کے ساتھ دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ایک بچہ موجود تھا جس کے ماتھے پر آپ ﷺ نے بوسہ دیا اور ان کو اپنا فرزند معنوی قرار دیکر ان کے حوالے کیا۔ بابا عثمانؒ اس بچے کی عظمت کو دیکھ کر دل میں سوچنے لگے کہ یہ بچہ کون کا ہوگا۔ اس پر انہیں جواب ملا۔ کہ یہ ان کے ہی گھر میں تولد ہوا ہے اور بھولے بھٹکے لوگوں کی رہنمائی کرنا ان کا کلام ہوگا۔ اس بارے میں یہ اشعار یوں بیان ہوئے ہیں

دفتر ثانی از سر ثانی　　نامزد شد بنام سلطانی

حضرت شیخ حمزہؒ رہبر دین　　زبدہ عارفان راہ یقین

از تجر بود زادو بوم اورا　　وطن میمنت لزوم اورا

ہمہ اسلافش از نکو کیشان　　متقی بودہ اند درویشان

پدر او کہ خاص یزدان بود　　مشتہر نام او بعثمان بود

بسکہ تقویٰ و پارسائی داشت　　دل چو آئینہ در اصفائی داشت

دستش اندر سخا چو آب روان　　از درش کامیاب پیر و جوان

حضرت شیخ چون تولد شد　　نور اطلاق در تقید شد

یعنی آن نور زد چو جلوہ تام　　گشت سلطان شیخ حمزہؒ بنام

روز پنجم پس از ولادت او　　دید مردی تر ذو الغرایب او

شاہ لولاک ﷺ را بنور و صفا　　نشستہ در مسجدی کہ بود آنجا

کودکی بار خ چو بدر منیر　　در برآنش بشیر و نذیر

که همیداد بوسه بررویش	لب نهاده بلعل دل جویش
او بآن شاه دین سخن میکرد	هر سخن چون دُر عدن میکرد
در تحیر شد آنجوان زین حال	کین پسر گیست صاحب اجلال
گفت آنشاه یثرب و بطحا	شاهد قرب گاه او ادنیٰ
کین پسر خانه زاد عثمان است	در علو مراتب و شان لست
گر بصورت تولدش اینجاست	لیک فرزند معنوی از ماست
صد هزاران بمردم غافل	آگهی بخشد از صفای دل ۱؎

بچپن میں ہی حضرت شیخ حمزہ مخدوم کے کشف و کمال کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک دن آپ کے نوکر نے جو آپ کے گھر میں بھیڑوں کی رکھوالی کرتا تھا، ایک مردہ بھیڑ کو حلال صورت میں بابا عثمان کے پاس لایا۔ اس بھیڑ کے حلال ہونے کے ثبوت میں ایک بہانہ پیش کیا کہ وہ بھیڑ جنگل میں ایک بالائی چوٹی سے نیچے آکر زخمی ہوا تھا۔ بابا عثمانؒ نے اپنے باورچی کو اس بھیڑ کے پکانے کا حکم دیا۔ حضرت شیخ نے نوکر بلایا اور اس مردہ بھیڑ کی اصلیت کو واضح کیا۔ نوکر نے اس کا اعتراف کیا اس پر مردہ بھیڑ کے گوشت کو باورچی خانے سے دور کیا۔

پدر شیخ زا رمہ بسیار	بود در دشت و راگ در کوہسار
عشر آن رمہ را بہر سالی	بخش کردی بہر تنگ حالی
خادمی از پی نگہبانی	داشت او را نظر ز چوپانی
مرد چوپان کہ بود مہدی نام	رہ نبردی سوی ھدایت تام

۱؎ سلطانیہ، ملا بہاء الدین بہاء ص ۱۰ الف ب ۷)

گوسفندان روی صحرا برد — تا کہ یک روز گوسفندی مرد
پیش از وسوسہ چو چارہ ندید — سر آن گوسفند را برید
کرد بر دوش پیش بابا برد — ہر حلالتش قدم افسرد
کہ شد این گوسفند از سستی — از بلندی فتادہ در پستی
کہ در دیگ پسن بجوش آورد — دیگ در جوش در خروش آورد
حضرت شیخ سوی چوپان شد — در تجسس براز پنہان شد
گفت ای مہدی این چہ گمراہی — مردہ آوردنت زکوتاہی
دیگ پر جوش را خراب نمود — از جنون طعمہ کلاب نمود [۱]

والد صاحب کی خواہش پر حضرت شیخ علم و ادب کی طرف مایل ہوئے اس مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے گاؤں سے شہر کی طرف رخ کیا۔ شہر کے اندر انہوں نے ملا درویش کی خانقاہ میں جو کوہ ماران پر واقع تھی سکونت اختیار کی۔ ملا درویش سے آپ نے قرآن مجید حفظ کیا۔ اس کے بعد آپ نے شیخ لطف اللہ سے احادیث، فقہ اور تفسیر کی تعلیم حاصل کی۔ بیس سال تک وہ اس خانقاہ میں محو علم تھے تقریباً تیس سال کی عمر میں وہ اپنے مرشد کی تلاش میں جگہ جگہ گھومے اور جہاں کسی خدا دوست مرد کا نام سنتے تھے وہاں جاکر ان سے فیض پاتے تھے۔ آخر آپ نے اپنے ہی مقام یعنی کوہ ماران پر قیام فرمایا [۲]

حضرت شیخ بابا داود خاکیؒ جو وقت کے عالموں کی صف اول میں شمار ہوتے تھے اور شہر میں قاضی القضات کے عہدے پر فایض تھے ایک دن وہ نہایت شان و شوکت میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ سبزہ گردش کے لیے نکلے تھے۔ ان کے نوکر آگے پیچھے ان کی

۱۔ سلطانیہ۔ ملا بہاء الدین بہا (ص۔۳۔ ب۔ ۴ لو)
۲۔ سلطانیہ۔ ملا بہاء الدین بہا (ص۔ ۵ لو۔ ب)

Scanned with CamScanner

حفاظت کے لیے موجود تھے حضرت شیخ حمزہؒ نے اس جماعت کا شور و غل سن کر اپنے ایک خادم سے ان کے بارے میں پوچھا ۔خادم نے حضرت شیخ خاکیؒ کی جماعت کی طرف اشارہ کیا حضرت شیخ حمزہؒ نے انہیں اپنے پاس بلایا۔حضرت شیخ خاکیؒ اس فرمان پر ان کے پاس گئے آپ کی ایک ہی نظر سے ان کے جسم پر رعب اور ہیبت کی حالت طاری ہوئی اس ہم نشینی کے بعد انہوں نے اپنے سب عیش و آرام چھوڑ دیئے ۔حضرت شیخ کے شاگردوں میں اولین مرتبہ پانے کے بعد انہیں جانشینی کا منصب بھی عطا ہوا ۔

این زمان دل بپای آوردم | رو بداؤد خاکیؒ آوردم
قطب آفاق شیخ اہل ہدی | رہبر خاصگان راہ خدا
ہم چو گنجینہ گنج عرفان | جانشین شیخ حمزہؒ سلطان را
آمد و رفت او بپاد شاہان | بود و ہر یک بادشاہ خواہان
رفت آن نالہ نوبتی زین سان | بسر گوش حضرت سلطان
کرد سلطان بخادمی ایما | کہ بملا بگو دعا ازما
چون در آمد بحضرت سلطان | از تنش تاب رفت ہوش از جان
گفت باخود کہ پیش سلطانان | میروم نیست خاطرم ترسان
پس بصد ترس باادب بنشست | مہر افگندہ بر دو لب بنشت
شد بعلم لدنی و دینی | آشنا از کمال حق بینی[۱]

حضرت شیخ حمزہؒ مخدوم کے سر کردہ شاگردوں کی جماعت مثلاً حضرت شیخ احمد چھاگلی، حضرت باباحیدر تولہ مولی، حضرت خواجہ شمس الدین پال اور حضرت شیخ

۱۔ سلطانیہ ۔ ملا بہاالدین بہا ۔ (ص ۔۲۱ ۔ ب ۔ ۲۴ ۔ ب)

Scanned with CamScanner

نصیب الدین غازیؒ وغیرہ جگہ جگہ گھوم کر رشی مسلک کی راہنمائی کرتے رہے۔ اپنے پیرو کاروں کو وہ گھر بار چھوڑنے، نفسانی لذات اور خواہشات کو ترک کرنے وغیرہ کی تعلیم دیتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کی ہدایات پر وہ کڑوے گھاس پھوس پر قناعت کر کے غاروں کے اندر عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔

هر که باریشیان شود ملحق — درسش این است این بادست سبق
زدن آتش بخانه‌دان اوّل — دور بودن ز خلق اهل دول
همه لذات نفس شکستن — از درون رفتن و ز خود زلیستن
بگیاهای تلخ خو کردن — ترک لذات آرزو کردن
گاه بودن بغار و گهه بدره — خوی کردن بکارهای سره
نی طمع از بهشت میدارند — نی ز خوف جحیم درکارند
ذکر شان فکر شان ز بهر حق است — رفتن از این وآن ز بهر حق است[1]

اس طرح سے یہ نظم ایک خاص اثر کی کیفیت رکھتی ہے۔ وہ کیفیت جو ظاہر ہونے کے ساتھ ساتھ باطن کو بھی جلوہ نما کر دیتی ہے۔ دراصل اس فکر کے وسیلے سے آدمی سیدھے راستے کا متلاشی رہتا ہے۔ وہ اپنے جلیل القدر منصبے کو پہچان لیتا ہے جو اس کے لیے خاص رکھا گیا ہے۔ سلطانیہ میں بھی ان ہی عجیب وغریب کارناموں کی طرف اشارہ ملتا ہے جو آدمی کی بس کی بات سے دور نظر آتے ہیں لیکن کوشش کے وسیلے سے وہ ان کو پا سکتا ہے۔

۱۔ سلطانیہ — ملا بہاء الدین بہاؔ (ص — ۵۲ ب)

غوثیہ

غوثیہ میں بہا نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے پیروکاروں کے کشف و کمالات کا ذکر کیا ہے۔ اس مثنوی کے آغاز میں آپ کے ساتھ اپنی والہانہ محبت اور عقیدت کا اظہار یوں پیش کیا ہے۔

ای بہا دفتر دگر سر کن ــــ رو سوی طبلہ ھای ادفر کن
جلد ثالث ز آب زر بنویس ــــ زر چہ باشد بمشک تر بنویس
کیست آنشاہ شاہ جیلانی‌ؓ ــــ قطب آفاق غوث یزدانی
سہروردی دکبروی ازدی ــــ ہر یکی گشتہ معنوی ازدی
دردجان تا کلام نو سازم ــــ جلد ثالث بنام تو سازم
نام پاک تو درد جانم بس ــــ وصف تو مونس روانم بس
الحمد ا بہر شاہ جیلانم ــــ جلد ثالث لسان بپا بانم [۱]

حضرت غوث الاعظمؓ کا حسب و نسب پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب و نسب سے ملتا ہے۔ ان کی انتھک کوشش سے دین اسلام نئے سرے سے اپنی آغوش کو پھیلاتا رہا۔ اس طرح سے عالم اسلام میں اس نئے سورج کے طلوع ہونے سے نئی روشنی پیدا ہوئی۔

سرو سردار و مہدی و ھادی ــــ سرور صوفیان بغدادی
وارث خاندان مصطفویؐ ــــ حسنی و حسینی و علوی
زندہ شد دین بنور قربت او ــــ مرحبا ای زہی ھمت او [۲]

۱۔ غوثیہ۔ ملا بہاء الدین بہا۔ ص. ۱/ب ــ ۱۲)
۲۔ غوثیہ۔ ملا بہاء الدین بہا۔ ص ــ ۱۲/۵)

عمر کے ساتویں سال میں انہوں نے قرآن مجید کو حفظ کیا اور دسویں سال میں ان پر روحانی کشف و کمالات منکشف ہوئے۔ روایت کے مطابق یوم حج میں وہ اپنی کھیتی پر ہل جوتنے کے لیے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک شخص نے انہیں اس کام سے روک دیا۔ اور انہیں ہدایت دی کہ اس کام کو وہ ترک کردیں۔ ان کے فرمان پر وہ گھر چلے گئے اور اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر انہیں حاجی لوگ طواف کرتے نظر آئے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی ماں سے گذارش کی کہ وہ انہیں خدا کے کام پر چھوڑ دے اور بغداد جانے کی بھی اجازت دے تاکہ وہ وہاں جا کر عالموں اور فاضلوں کی صحبت سے فیض اٹھائیں۔

آفتابی بنور حق لایح — تافت از برج شیخ ابوصالح
سر نگوا ختری ز گیلان زد — کہ قدم در صف خلیلان زد
پا چو در هفت سالگی بنهاد — خواند قرآن و داد درسش داد
چون بہ دہ سالگی قدم زدہ ام — سر روحانیان علم زدہ ام
روز حج بود من ز استعجال — پس گاوی گرفتہ ام دنبال
کہ بکارم بکشت د کارم بود — از پی کشت و کار کارم بود
تو بتی در درون مکتب من — بود مردی چو نور مہ روشن
او شتابان بصد شتابی ها — من پس او بہ پیچ و تابی ها
بهر این کار نامدی بوجود — نی بانیت خدای امر نمود
من ز گفتار او نترسیدم — بی سر و پا بخانہ بدویدم
بسر بام خود فراز شدم — سوی مولای خود فراز شدم
حاجیان دیدہ ام سر عرفات — رو نہادہ بقاضی الحاجات

Scanned with CamScanner

من زخود زان مشاہدہ رفتم | بتضرع بوالدہ گفتم
که بکار خدا گذار مرا | فارغ کار خویش دار مرا [1]

ماں نے ان کی خواہش پر ان کے باپ سے ملے ہوئے ورثہ کو جس میں اسی دینار موجود تھے دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ انکو دیا۔ اور دوسرا حصہ اپنے دوسرے بیٹے کے لیے وقف رکھا۔ رخصت کے وقت انہیں نصیحت کی کہ وہ ہر وقت سچائی سے کام لے۔ آخر وہ ایک قافلہ کے ساتھ ھمدان سے بغداد کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں چوروں کی ایک جماعت نے اس قافلہ کو لوٹ لیا۔ اس لوٹ و مار میں حضرت شیخ نے چوروں کو صاف صاف کہدیا کہ ان کے بغل میں چالیس دینار موجود ہیں۔ چور ان کے کہنے پر اعتبار نہ کرسکے اور انہیں بغیر تلاشی چھوڑ دیا۔ قافلہ کے مال و جائیداد کو انہوں نے اپنے سردار کے پاس پہنچادیا۔ اور قافلہ کے سب حالات و واقعات اپنے سردار کے سامنے بیان کئے۔ اس نوجوان کا بھی ذکر کیا جس کو وہ بغیر تلاشی چھوڑ گئے تھے اپنے سردار کے حکم پر انہوں نے حضرت شیخؒ کو واپس لایا۔ سردار کے سامنے انہوں نے وہی بات دہرائی جو پہلے کہی تھی۔ ان کی جیب کو کاٹ کر برابر چالیس دینار وصول ہوئے سردار ان کی سچائی سے بہت متاثر ہوا اور اس نے اپنی جماعت کے ساتھ چوری کرنے سے توبہ کی اور باقی عمر کو ریاضت الٰہی میں صرف کرنیکا عہد کیا ہے

مادر مہربان چو حال دید | سبب داعیہ زمن پرسید
پس درون شد بدیدہ خونبار | برکشید از درون دو چہل دینار
کز پدر ارث ماندہ بود بما | کرد تقسیم آن بامر خدا
یک چہل از پی برادر من | داشت بنیاد یک چہل بر من

---

[1] غوثیہ۔ ملا بہاالدین بہار۔ (ص ۲-۱-۳-۹)

دوخت زیر بغل بجامه مرا | هم کمر بست هم عمامه مرا
لب بجز صدق و راستی مکشا | کہ همین است بر تو رهنما
چون برون آمدیم از همدان | سوی بغداد گشته ایم روان
از یکی گوشه شصت مرد سوار | بهر غارت گری زدند گزار
چو مرا دید گفت ای برنا | چیست با تو ز امتع دنیا
گفتمش کہ چهل زر دینارم | در ته جامه در بغل دارم
گفت تا جامه ام شکافته اند | آنچه من گفته ام بیافته اند
آه زد پادشاه رهزنان | جامه را چاک داده آه کنان
گفت بکشای ای ولی الله | دست تا توبه میکنم ز گناه
در زمان تو براش بدادم من | دری از رحمتش کشادم من
پس همه ها بتوبه رو کردند | رو بحق و بذات او کردند
مال را حکم خس و خار دادند | کاروان را تمام پس دادند [1]

بغداد میں حضرت شیخ رض نے وہاں کے عالموں اور فاضلوں سے قرآن حدیث، فقہ اور تفسیر وغیرہ کے علوم میں مہارت حاصل کی تحصیل علم کے بعد وہ روحانی مرشدوں کا سراغ پانے کے لیے جگہ جگہ گھومے علمی قابلیت پر روم کے بادشاہ نے انہیں کافی عزت و احترام سے نوازا۔

ے | چون ببغداد شاہ جیلانی | زد علم، ہمچو ماہ نورانی
صالحانیکہ آنزمان بودند | صاحب علم و ذوالعیان بودند
پیش هر کس شد و زیارت کرد | گوشش از هر یکی بشارت کرد

---

[1] غوثیہ - ملا بہا الدین بہا ــــ ص ۳۰ ـ ۴۱ ـ

داد علمی کہ داد او اول | کہ بقرآت نہاد رو اول
خواندن قرآنش چو حاصل شد | پس بعلم وصول مایل شد
از سر فقہ شد فقیہ درست | باحادیث وفقہ چابک وچست
پس بہ تفسیر ذوالحقائق شد | سر اقران خویش فائق شد
قیصر روم چون علومش دید | کز اسلام ودین رسومش دید
لاجرم پیش شہ بزرگ نمود | بہ بزرگیش شاہ می بستود ۱؎

کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت شیخ کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں ایک ایسے شخص سے ان کا واسطہ پڑا جو بیماری کی وجہ سے نہایت کمزور ہوا تھا حضرت شیخؒ نے اس بیمار پر اپنا ہاتھ پھیر دیا جس سے وہ صحت یاب ہوگیا۔ اسی طرح دوسرے دن وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک قبرستان کی طرف چلے گئے اس قبرستان میں حضرت شیخ نے ایک نابینا بچہ کی قبر کی طرف قم باذن اللہ کا ارشاد فرمایا۔ وہ بچہ اس قبر سے نہایت خوبصورتی کے ساتھ نئے سرے سے زندہ ہوا۔

۲؎ شیخ یکروز شد بنور حضور | بزیارت بصاحبان قبور
ہمرہش بود جمعی از فقہا | فرقہ زاہل نفر وزعرفا
سرکشادیم شد از وپیدا | کودکی بادو دید نابینا
گشتہ مفلوج ہم شدہ مخدوم | ماندہ برجانہ زندہ بی معدوم
گفت فرمود قم باذن اللہ | باہمہ عاقبت برو درراہ
خواست کودک برخ چو بار منیر | شد شتابندہ تندرست وبصیر

۱؎ غوثیہ — ملا بہاء الدین بہا — (ص۔۴۔۱۰۵)

نعرہ از حاضران مجلس خاست   اینچہ الطاف ایزد یکتا ست [1]

کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت شیخ غوث الاعظمؓ لوگوں کو دین حق کی تعلیم فرما رہے تھے۔ اچانک ایک پہاڑ سے بادل نمودار ہوئے اور بارش برسانے لگے۔ انہوں نے بادل کی طرف یہ کہکر اشارہ کیا کہ وہ انکے ساتھیوں کو پریشان نہ کرے۔ اس پر بادل خشک ہوئے اور بارش تھم گئی۔ ان کے اور کئی کشف و کمالات کے مشاہدہ سے لوگ بہت ہی متاثر ہوئے اور ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوئے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ حضرت شیخ غوث الاعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخؓ نے ان سے پوچھا کہ انہوں نے کن کن کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور ان میں سے کتنی کتابیں از بر یاد ہیں۔ حضرت شیخ شہاب الدینؒ نے جواب میں ان کتابوں کا ذکر کیا جن سے وہ واقف تھے۔ حضرت شیخ نے ان کے سینہ پر اپنا ہاتھ پھیر دیا جس سے وہ سب کچھ بھول گئے اور اس کے بجائے ان کا سینہ علم دین سے روشن ہوا۔ انکی ہدایت سے وہ وقت کے بزرگوں میں شمار ہوئے ؎

آن شہاب الحق آن شہر عرفا   صاحب سلسلہ بنور وصفا
آنکہ سر خیل سہروردی ہاست   عارف حق برہ نوردیہاست
تا کہ یک روز بندہ ہمدم کرد   رو بدرگاہ غوث الاعظم کرد
شیخ گفت العمر کدام کتاب   خواندی و حفظ کردہ زین باب
گفت ای شیخ دین فلان فلان   یاد دارد بسی ازین عنوان
محی الدین دست بر کشاد آندم   بر سر سینہ ام نہاد آندم

---

[1] غوثیہ ـــــ ملا بہاؤالدین بہا ـــــ (ص ـــ ۷ ۱)

هیچ نفظی نماند یاد مرا — آنهمه علم شد بباد مرا
سینه‌ام پر ز علم دینی شد — وز لدنی و حق گزینی شد ۱؎
شیخ دین از کمال کشف شهود — بزبان خود اینچنین فرمود
کای عمر ز آخرین معروفان — در عراقی تو هم ز موصوفان ۱؎

حضرت شیخ ابو مدین رحؒ جو حضرت غوث الاعظمؓ کے مریدوں میں سے تھے ایک دن سیر کرتے ہوئے دریا کے کنارے پر پہنچے۔ وہاں پر گمراہوں کی ایک جماعت نے چند مسلمانوں کو جبراً اپنے جہاز میں قید کر دیا تھا اور انہیں اپنے ساتھ لینے کے لیے تیار ہوئے تھے۔ شیخ ابو مدین بھی ان میں شامل ہوئے اور خدا تعالیٰ کے حضور میں ان مسلمانوں کی رہائی کے واسطے دست بدعا ہوئے۔ گمراہوں نے اپنے جہاز کے بادبان کو کھڑا کیا اور وہاں سے چلنے کے لیے تیار ہوئے لیکن ان کا جہاز اس مقام سے چل نہ سکا۔ آخر انہوں نے اس مرد درویش کے سامنے آہ و زاری کی اور سب مسلمانوں کو آزاد کیا۔ مسلمان خوشی سے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہوئے اور وہ گمراہ اس مقام سے فرار ہوئے۔

قطب آفاق شیخ ابو مدین — شاه مغرب زمین و شیخ زمن
هیچ دانی چرا مکرم بود — کز غلامان غوث الاعظم بود
عالم از نور او منور شد — جلوه گر چون ز شیخ اکبر شد
شیخ دین در سیاحت از جای — زد قدم بر کنار دریای
کافران در درون کشتی خویش — برده اندش ز بدسرشتی خویش
دست شسته ز خانمان هر یک — خانمان چیست کز جان هر یک

۱؎ غوثیه ـــ ملا بہاؤ الدین بہا ـــ (ص ـ ۱۱۰)

شیخ دین یافت چون قرار درو | کرده روسوی کردگار درو
کافران بادبان فراختہ اند | عزم رفتن بخانہ ساختہ اند
کشتی ازجای خود نمی جنبید | می وزید ارچہ بادهای شدید
سعی کردن، ہیچ سود نکرد | ہیچ نیرنگ شان کشود نکرد
چار و ناچار سرگروہ فرنگ | کرد هر مومنی رها ازجنگ
هر یکی برکنار شاد گذشت | کشتی کافران چو باد گذشت ؎۱

حضرت شیخ احمد جوزقانی جو حضرت شیخ کے پیرو کار تھے کے پاس ایک دن چند مہمان آئے۔ ان کے گھر میں اس وقت کچھ کھانا موجود نہ تھا۔ انہوں نے اپنے نزدیکی ہمسایہ سے اجرت میں کھانا طلب کیا۔ ان کے ہمسایہ نے ان سے روپے کا معاوضہ نہیں چاہا بلکہ روحانی فیض و برکت کے خواہاں ہوئے۔ حضرت شیخ احمدؒ کے اس پر راضی ہوئے اور کھانا لیکر گھر چلے گئے اور مہمانوں کو کھلایا۔ اس کے بعد انہوں نے ہمسایہ کو اس علم معرفت سے آشنا کیا جو کچھ انہیں حاصل ہوا۔

؎ آنکہ گنجینہ معانی بود | قطب حق شیخ جوزقانی بود
شیخ را بس عزیز و دانشمند | در رسیدند مہمانی چند
وقت بیگاہ بخانہ، ہیچ نبود | پیش روز آب و دانہ، ہیچ نبود
داشت همسایہ نکو کردار | شیخ سرزد بخانہ اش ناچار
پختہ آن روز طعامی بود | کہ مرتب بشیر خامی بود
گفت ایخواجہ این طعام مرا | بیع فرما بنرخ طعام مرا
گفت حاشا بسیم نفروشم | گرد ہی صد نعیم نفروشم

؎۱ غوثیہ ــــ ملا بہاء الدین بہا ــــ (ص ۔ ۲۱ ب ۔ ۲۲ ا)

Scanned with CamScanner

جز مگر گرہ خدا دانی | کہ مرا ہمچو خویش گردانی
مہمانان ہمین کہ سیر شدند | سوی ماوای خود بخیر شدند
سالہا آنچہ شیخ دین اندوخت | از دل خواجہ در زمان افروخت [1]

حضرت شیخ عبد الرحمن اسفرائنیؒ جو حضرت شیخ کے شاگردوں میں تھے ایک دن وہ اپنے ساتھیوں کی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ باہمی بحث و مباحثہ کے دوران وہ ان سے غائب ہوئے۔ ان کا وہ حال دیکھ کر ان کے ساتھی بہت پریشان ہوئے۔ آخر چند لمحات کے بعد وہ پھر اپنی جگہ پر حاضر ہوئے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو حضرت شاہ خوارزمؒ کی وفات سے آگاہ کیا۔ جن کی تکفین و تدفین میں وہ شمولیت کر کے آئے تھے حقیقت میں وہ آدمی جو خدا تعالی کے فرمودات پر کار فرما ہو کر اس کی گوناگون نوازشات سے بہرہ مند ہو جاتا ہے۔

آنکہ او سیر لامکانی داشت | عبد الرحمن اسفرانی داشت
عالمی گشت مستفید ازو | در طریق ہدی رشید ازو
بود روزی نشستہ با یاران | گرد برگرد او ہوا داران
چو صفا بخش صفات کیشان شد | غائب از دیدہ ھای ایشان شد
بعد دیری کہ باز پیدا شد | کاشف رازھای اخفا شد
گفت امروز در نواحی دشت | شاہ خوارزم از جہان بگذشت
چو ز تدفین او خلاص شدم | لعنایات خاص خاص شدم
پا از آنخاک برکشیدم من | بشما لمعہ رسیدم من
ھر کہ در راہ حق زند قدمی | مورد لطف گرددو گرمی
صد قدم لطف ایزدی بری | آید و نور سرمدی بری [1]

---

[1] غوثیہ — ملا بہاالدین بہا — ص — ۳۲ — ر)

وہ ہوشیاری اور بیداری جو تصوف کی تعلیمات سے حاصل ہوجاتی ہے اسے پتہ چلتا ہے کہ روحانی منازل کو طے کرتے سے آدمی اس ایک مقام تک پہنچتا ہے جہاں پر وہ اپنے اعلیٰ مقام کا شرف پاتا ہے۔ وہ باضابطہ طور پر قرآن مجید کے فرمان کے مطابق اللہ کا ہوتا ہے یعنی اس کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے اس کی زبان اللہ تعالیٰ کی زبان ہوتی ہے. اس کے کان اللہ تعالیٰ کے کان ہوتے ہیں۔ غرض اس کا ہر ایک کام پیارے اللہ تعالیٰ کے منشا کے مطابق انجام پذیر ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو نتیجہ اس سے حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ ان تمام اختیارات کو پھر باضابطہ طور پر حکم کی صورت میں نافذ کرتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود اس چیز کا مالک بن جاتا ہے جو چیز اللہ تعالیٰ نے اس کے سپرد کیا تھا اور باقی لوگ جو اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ ان کے پیروکار بن جاتے ہیں۔ اس لیے ان تمام چیزوں کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ ان کے کارنامے نہ صرف وقتی طور مشہور ہیں بلکہ ابدی شہرت کے حامل بن جاتے ہیں۔

★

Scanned with CamScanner